خطبہ جمعہ

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متفرق دعاؤں کا تذکرہ

آپؐ کی یہ دعائیں دراصل امت کے لئے بطور نصیحت تھیں

دعا اور اس کی قبولیت کے زمانہ کے درمیان آنے والے ابتلاؤں سے گھبرانا نہیں چاہئے اور بے صبری اور بے قراری سے اپنے اللہ پر بدظن نہیں ہونا چاہئے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-
فرمودہ ۱۹/ مئی ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۹/ ہجرت ۱۳۷۹ء ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿هُوَ الْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾.

(سورة المومن آیت ۶۶)

وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس اُسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اُسے پکارو۔ کامل تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

یہ وہی دعاؤں کا سلسلہ ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے لئے اور امت کے لئے ہمیشہ مانگیں اور ہمیں بھی وہ دعائیں مانگنے کی تلقین فرمائی۔ سب سے پہلے میں اسم اعظم کے مضمون پر ان حدیثوں کی روشنی میں کچھ گفتگو کرتا ہوں۔ اسم اعظم کے متعلق مختلف روایات مشہور ہیں کہ یہ اسم اعظم ہے یا وہ اسم اعظم ہے لیکن جب میں نے آنحضور ﷺ کی احادیث پر غور کیا ہے تو اصل اسم اعظم اللہ کی توحید کا اقرار ہی ہے اور سب کا ہر بات، کا خلاصہ یہی بنتا ہے۔ کہ وہی اسم اعظم ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۔ چنانچہ مختلف وقتوں میں مختلف اسم اعظم قرار دینے کی جو حدیثیں ملتی ہیں ان میں سے سب سے پہلے میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث بیان کرتا ہوں جو سنن ترمذی سے لی گئی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ مسجد میں داخل ہوئے جبکہ ایک شخص نماز سے فارغ ہوا تھا اور دعا کر رہا تھا اور اپنی دعا میں یہ کہہ رہا تھا: اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو بہت احسان کرنے والا ہے، تو زمین اور آسمان کو بغیر کسی سابق نمونہ کے پیدا کرنے والا ہے، تُو صاحب جلال واکرام ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس نے کس واسطہ سے اللہ سے دعا کی ہے اس نے اللہ سے اس کے اسم اعظم کے واسطہ سے دعا کی ہے جس کے ذریعہ سے اگر اللہ سے دعا کی جائے تو اللہ قبول فرماتا ہے اور اس کے ذریعہ سے اگر اس سے کوئی چیز مانگی جائے تو اللہ عطا فرماتا ہے۔ (سنن ترمذی کتاب الدعوات) اس کا جو پہلا حصہ ہے، اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں باقی حدیثوں سے بھی یہی پتہ چلے گا کہ دراصل توحید کا اقرار ہی اسم اعظم ہے۔

ایک روایت ترمذی کتاب الدعوات میں حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: اللہ کا اسم اعظم مندرجہ ذیل دو آیات میں مذکور ہے وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۔ اور سورۃ آل عمران کی ابتدائی آیات الٓمّٓ. اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۔

اسی طرح ایک روایت سنن ترمذی سے عَبْدُاللّٰہِ بِن بُرَیْدَہ الْاَسْلَمِیّ سے مروی ہے۔ عبداللہ بن بریدہ الاسلمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضور ﷺ نے ایک شخص کو دعا کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہا تھا: ”اے اللہ میں تیرے حضور عرض کرتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو واحد ہے اور صمد ہے جس نے نہ کسی کو جنا اور نہ کسی نے اس کو جنا اور اس کا کوئی ہمسر نہیں اور وہ ایک ہے، کہتے ہیں کہ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم اس نے اللہ کے اس اسم اعظم کے حوالہ سے دعا کی ہے جس کے ذریعہ اگر اللہ سے دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے اور اس کے ذریعہ اگر مانگا جائے تو دیا جاتا ہے۔ (سنن ترمذی کتاب الدعوات)

ابن ماجہ سے ایک حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے آپ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا: ”اے اللہ میں تجھ سے تیرے طاہر، طیب بابرکت نام سے جو تجھے بہت محبوب ہے کا واسطہ دے کر مانگتا ہوں۔ اس نام کا واسطہ دے کر تجھ سے جو دعا کی جائے تو تُو قبول فرماتا ہے۔ اور اگر اس نام کا واسطہ دے کر تجھ سے مانگا جائے تو تو عطا کرتا ہے اور اگر اس کا واسطہ دے کر تجھ سے تیرا رحم طلب کیا جائے تو رحم فرماتا ہے۔ اور اگر اس کے ذریعہ تجھ سے کشائش طلب کی جائے تو کشائش عطا فرماتا ہے“۔ (سنن ابن ماجه كتاب الدعاء باب اسم الله الأعظم)۔ یہاں نام کا ذکر نہیں آیا مگر وہ اس میں مضمر ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے تیرے طاہر، طیب بابرکت نام سے جو تجھے بہت محبوب ہے کا واسطہ دے کر تجھ سے مانگتا ہوں۔ یہ نام اللہ ہی ہے۔

ایک اور روایت ترمذی کتاب الدعوات سے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ”اے اللہ میرے دل کو اولوں اور برف اور ٹھنڈے پانی سے دھو دے“۔ اولوں اور برف اور ٹھنڈے پانی سے دھونے سے مراد یہ ہے کہ دل کی ہر گرمی اور تلخی دور ہو جائے، اس سے کچھ بھی باقی نہ رہے۔ ”اے اللہ میرے دل کو خطاؤں سے ایسا پاک کر دے جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے پاک وصاف کر دیا ہے“۔

ایک روایت مؤطا حضرت امام مالکؒ سے لی گئی ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہیں یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ دعا مانگتے ہوئے یہ کہتے تھے: ”اے اللہ میں تجھ سے نیک کام کرنے اور منکرات کو چھوڑنے (یعنی برائیوں کو چھوڑنے) اور مساکین سے محبت کرنے کی توفیق کا طالب ہوں اور جب تو لوگوں میں کوئی آزمائش لانا چاہے تو مجھے آزمائش کے بغیر ہی اپنے حضور بلا لے“۔

(مؤطا امام مالک۔ كتاب الصلوٰة باب العمل فی الدعاء)

اب دیکھئے کتنی عاجزانہ دعا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو نیک کام کرنے میں سب سے آگے تھے اور برائیوں کو چھوڑنے میں سب سے آگے تھے، مساکین سے محبت کرنے کی توفیق پانے میں سب سے آگے تھے اور جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپؐ کے متعلق فرمایا تھا کہ آپ کو اللہ کبھی ضائع نہیں کر سکتا۔ اس میں آپؐ کی مساکین سے محبت کا بالخصوص ذکر کیا تھا۔ تو آپ فرماتے ہیں جب تو لوگوں میں کوئی آزمائش لانا چاہے تو مجھے آزمائش کے بغیر ہی اپنے حضور بلا لے۔

ایک ترمذی کتاب الدعوات سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔ روایت کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ: ”اے اللہ میری مدد کر اور میری نصرت فرما اور میرے خلاف کسی کی نصرت نہ فرما اور میرے حق میں تدبیر کر مگر میرے خلاف تدبیر نہ کر اور مجھے ہدایت دے اور ہدایت کو میرے لئے آسان بنا دے اور مجھ پر زیادتی کرنے والے کے خلاف میری مدد کر۔ اے اللہ! مجھے اپنا بہت شکر کرنے والا، کثرت سے ذکر کرنے والا اور بہت زیادہ ڈرنے والا بنا دے۔ مجھے اپنا بیحد مطیع، اپنی طرف انکساری سے سر تسلیم خم کرنے والا بنا دے، بہت نرم دل اور سچے دل سے جھکنے والا بنا دے۔ اے اللہ میری توبہ قبول کر اور میرے گناہ دھو ڈال اور میری دعا قبول کر اور میری دلیل کو مضبوط بنا دے اور میری زبان کو درستگی بخش اور میرے دل کو ہدایت عطا فرما اور میرے سینے کے کینے کو دور کر دے“۔

اب یہ بھی آپ دیکھ لیجئے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰؐ سے زیادہ کوئی بھی شکر ادا کرنے والا نہیں تھا، نہ آپ سے بڑھ کر کوئی ذکر کرنے والا تھا یہاں تک کہ آپ کا نام ہی مجسم ذکر رکھ دیا گیا۔ آپ سے زیادہ

خدا کا خوف کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ فرمایا کرتے تھے تقویٰ یہاں ہے، یہاں ہے، یہاں ہے یعنی محمد مصطفیٰ کے دل میں۔ اور مطیع اور انکساری کرنے والا بھی آپؐ سے زیادہ کوئی نہیں تھا۔ ان سب باتوں کے باوجود آپ دعائیں کرتے تھے ان چیزوں کیلئے جو آپؐ میں سب سے زیادہ تھیں۔ یہ امت کو ایک نصیحت ہے کہ میں نے بھی دعاؤں اور عاجزی کے ذریعہ ہی سب کچھ پایا ہے تم بھی دعاؤں اور عاجزی کے ذریعہ ہی ہر میدان میں ترقی کرو۔

ایک مسلم کتاب الرؤیا سے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی بری خواب دیکھے تو اپنی بائیں جانب تین بار تھوک دے اور شیطان سے اللہ تعالیٰ کی تین بار پناہ چاہے اور جس پہلو پر لیٹا ہو وہ بدل لے"۔

اب اس میں ایک تھوڑا سا اشکال پیدا ہوتا ہے کہ سوتے میں انسان اپنے بستر پر تو نہیں تھوک سکتا اس لئے یہاں تین بار تھوکنے سے کیا مراد ہے۔ میں اس سے یہی مراد سمجھتا ہوں جیسے انسان کسی چیز پر تف کرتے ہوئے کہتا ہے تھو!، تھو!!، تھو!!!۔ تو اس طرح شیطان پر تھوکے، یعنی تھو، تھو کر کے اس سے اپنی بیزاری کا اظہار کرے اور پھر تین بار خدا سے پناہ مانگے اور جس پہلو پر لیٹا ہو وہ بدل لے۔ کیونکہ عموماً Nightmares جو رات کو ڈراؤنی خوابیں آیا کرتی ہیں وہ ایک پہلو پر زیادہ دیر لیٹا رہنے سے آیا کرتی ہیں اور اس سے قابوس ہو جایا کرتا ہے۔

ایک مؤطا امام مالکؒ کتاب الجامع سے روایت لی گئی ہے کہ حضرت یحیٰ بن سعید روایت کرتے ہیں اور یہ ایک بہت ہی دلچسپ روایت ہے کیونکہ وہ خالد بن ولید جو سب بہادروں سے زیادہ بہادر سمجھے جاتے تھے یا بڑے بہادروں میں سے ایک سمجھے جاتے تھے انہوں نے آنحضور ﷺ سے عرض کیا کہ میں نیند میں بہت ڈرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ پڑھ لیا کرو اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِ وَ اَنْ يَّحْضُرُوْنَ۔ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کلمات کی اس کے غضب سے، اس کے عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور یہ کہ شیطان میرے پاس آئیں"۔ (مؤطا امام مالک کتاب الجامع باب ما یؤمر به من التعوذ عندالنوم)

ایک روایت سنن نسائی سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے کہ آنحضور ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے: "اے اللہ! میں قرض کے غلبہ اور دشمن کے غلبہ اور شماتتِ اعداء سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ (سنن نسائی کتاب الاستعاذہ)

یہ پہلے بھی دعا شاید گزر چکی ہے مگر مختلف احادیث میں جو دعائیں ہیں ان کے حوالہ سے بعض چیزیں ایسی ہیں جن پر جتنا زور دیا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔ قرض کا غلبہ بہت بری بلا ہے اور اسی طرح دشمن کا غلبہ بھی بہت بری بلا ہے اور ایسی حالت جس پر دشمن ہنسے اور مذاق اڑائے یہ بہت ہی تکلیف دہ تین صورتیں ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے ان چیزوں کے خلاف پناہ مانگا کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت مسلم میں درج ہے کہ آنحضرت ﷺ بری قضاء اور سخت بد بختی میں مبتلا ہونے سے اور شماتت اعداء اور ابتلاء کی سختی سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

(مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار)

ایک سنن نسائی میں حضرت عمرو بن میمون کی روایت درج ہے کہ محمد ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے مجھے بتایا کہ آنحضرت ﷺ بخل اور بزدلی اور سینہ کے فتنے اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ (سنن نسائی کتاب الاستعاذۃ)

سینہ میں فتنہ سے مراد وہ وساوس ہیں جو سینہ میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ خواہ ان کو انسان ظاہر کرے یا نہ کرے۔ شیطانی خیالات جو دل میں پیدا ہوتے رہتے ہیں ان سب کے خلاف آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دعا مانگا کرتے تھے اور بخل اور بزدلی، ان دونوں کے خلاف۔ اب بخل کا بزدلی سے کیا تعلق ہے۔ دراصل بخیل ہی بزدل بھی ضرور ہوتا ہے۔ اور سینے کے فتنے کے ساتھ قبر کے عذاب کو ملا دیا ہے دونوں ہی گھٹے ہوئے فتنے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں اور یہ حدیث بھی سنن النسائی سے لی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: "اے اللہ میں جنون سے اور جذام سے" بہت خطرناک بیماریاں ہیں جنون اور جذام "اور برص سے اور ہر بری بیماری سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ (سنن نسائی کتاب الاستعاذۃ)

اب برص بھی جلدی بیماری ہے اور جذام بھی جلدی بیماری ہے مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بیماریاں اندر سے پھوٹتی ہیں۔ اندر کی بیماریاں ہیں جو باہر سطح پر ظاہر ہوتی ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہر شر سے جو سینوں میں چھپا ہو، بدن کے کسی عضو میں نہاں ہو ان سب شرور سے پناہ مانگا کرتے تھے اور خاص طور پر اس وجہ سے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بے حد حسین و جمیل بنایا تھا اور آپؐ کے دل میں جیسے ایک ذرہ برابر بھی کوئی داغ نہیں تھا۔ آپ چاہتے تھے کہ آپؐ کے چہرے پر کوئی ذرہ برابر بھی داغ نہ پڑے۔

اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بدنام کرنے کی خاطر مولوی یہ جھوٹا پروپیگنڈا کیا کرتے تھے کہ آپ کو برص کی بیماری ہے، آپ کو جذام کی بیماری ہے اور بسا اوقات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مجلس میں بیٹھتے تھے اور کوئی مولوی آیا ہو جو خاص طور پر یہ دیکھنا چاہتا تھا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل پر اللہ تعالیٰ گویا یہ الہام فرما دیتا تھا تو آپ اپنی آستینوں کو اوپر چڑھا لیتے تھے ورنہ بیٹھنے کا یہ انداز تو نہیں ہے کہ انسان آستینیں چڑھا کر بیٹھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو دکھانے کے لئے کہ دیکھ لو مجھے کوئی ایسی بیماری نہیں جو اپنے ذہن میں تم نے بنا رکھی ہے۔

سنن نسائی سے حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے کہ آنحضور ﷺ جنوں کی نظر بد سے اور انسانوں کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ پھر جب آپ پر معوذتین (سورة الفلق اور سورة الناس) نازل ہو گئیں تو آپ نے انہی کو اختیار کر لیا اور ان کے علاوہ باقی دعاؤں کو اس کے مقابل پر چھوڑ دیا۔ (سنن نسائی کتاب الاستعاذۃ)

یہاں سوال یہ ہے کہ جنوں کی نظر اور انسانوں کی نظر سے کیا مراد ہے۔ اصل حدیث کے الفاظ ہیں عین الجنّ و عین الانس۔ تو جن وانس سے مراد بڑے لوگ اور چھوٹے لوگ ہوتے ہیں تو بڑے لوگ جب بد نظر سے کسی کو دیکھتے ہیں تو اس پر اپنی طرف سے جس حد تک ممکن ہے بلائیں نازل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور چھوٹے لوگ بھی جب نظر بد سے دیکھتے ہیں امیروں کی دولت کو اور ان کے عیش وعشرت کو تو وہ بھی اپنی نظر کی تلخی سے ان کو مٹانے کی کوشش ہی نہیں کرتے بلکہ عملاً بڑے بڑے انقلاب دنیا میں اس وجہ سے برپا ہوئے ہیں کہ عوام الناس کی نظر بد اپنے بڑے لوگوں پر پڑی۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم قیامت تک کے ظاہر ہونے والے فتنوں کا ذکر اپنی دعاؤں میں کرتے تھے اور ہمیں بھی انہیں اختیار کرنے کی نصیحت فرماتے تھے۔

سنن النسائی سے ایک اور دعا لی گئی ہے جو اَبُوالْیَسَر بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ دعا میں کہا کرتے تھے کہ: "اے اللہ! میں بڑھاپے سے اور بری حالت میں مبتلا ہونے سے"۔ ایسے بڑھاپے سے جس میں انسان کی حالت بد ہو جائے اور وہ ماؤف العقل ہو جائے اور چھوٹے بچوں کی سی حرکتیں کرنے لگے، حضور اکرمؐ ایسی لمبی عمر اور ایسے بڑھاپے کی بد حالتوں سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ "اور تباہی اور غم سے اور آگ میں جلنے سے اور غرق ہونے سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ بہت سے لوگ آگ کے عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں اسی دنیا میں معصوم بھی ہوتے ہیں لیکن آگیں لگ جاتی ہیں اور وہ جل جاتے ہیں اسی طرح کشتیاں الٹ جاتی ہیں اور لوگ غرق ہو جاتے ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ان ناگہانی حادثات سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے تھے۔ پھر "اس بات سے کہ موت کے وقت شیطان مجھے مخبوط الحواس کر دے اور اس بات سے کہ تیری راہ میں ایسی حالت میں قتل کیا جاؤں کہ میں پیٹھ پھیر کر بھاگ رہا ہوں"۔ (نعوذ بالله من ذلك)۔ آنحضرت ﷺ تو پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے نہیں تھے لیکن بعض دفعہ نہایت ہی خطرناک حالتوں میں غلطی کھا کر صحابہ نے پیٹھ پھیری تو ان کے حق میں بھی حضور اکرم یہ دعائیں دے رہے تھے کہ اس حالت میں ان کو نہ مار۔ پھر یہ دعا بھی ہمیں سکھائی "نیز کسی جانور کے کاٹنے کی وجہ سے فوت ہونے پر تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

(سنن نسائی کتاب الاستعاذۃ)

پس ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں کہ انسان جانوروں کے کاٹنے سے بھی مر جاتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ بعض لوگوں کو شہد کی مکھی کی اتنی خطرناک الرجی ہوتی ہے کہ ایک ہی ڈنک سے وہ مر جاتے ہیں اور اسی طرح بچھو ہیں، سانپ ہیں یہ چھپے ہوئے جنات ہیں جن کے شر سے ہمیشہ دعا مانگتے رہنا چاہئے اور یقیناً اللہ تعالیٰ غیر معمولی حفاظت فرماتا ہے۔ ہم نے اپنے تجربہ میں دیکھا ہے سندھ کے سفر میں ہمیشہ یہ دعائیں ہمارے کام آیا کرتی تھیں اور کئی قسم کے خطرناک سانپوں اور بچھوؤں اور ڈنک مارنے والے جانوروں کے عذاب سے، ان کے شر سے اللہ تعالیٰ ہمیں بچا لیتا تھا۔

ایک روایت سنن الترمذی سے کتاب الدعوات سے لی گئی ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی موجودگی میں دو شخصوں کے درمیان گالی گلوچ ہو گئی یہاں تک کہ حضورؐ کے چہرہ مبارک سے غصہ ہویدا ہوا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر وہ پڑھے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا وہ کلمہ یہ ہے: "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ"۔

تو غصے کا غلبہ بھی دراصل شیطان ہی کا غلبہ ہوتا ہے اور غصہ کے غلبہ میں بعض دفعہ انسان ایسی حرکتیں کر دیتا ہے کہ ہمیشہ پچھتاتا رہتا ہے اور بعض دفعہ اس کی بڑی سخت سزائیں بھی ملتی ہیں، قتل کر بیٹھتا ہے اور کئی قسم کے ایسے ظالمانہ فعل کرتا ہے جن کے نتیجہ میں پھر عمر بھر کی قید یا پھانسی کا پھندا اس کی جزا بن جاتی ہے۔ ایک چھوٹے سے لمحہ کی بات ہے جو ساری زندگی پر اثر ڈال دیتا ہے۔ پس حضور اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ایسے موقع پر اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھ لیا کرو۔ یہ پڑھتے ہی شیطانی خیالات اور وساوس سے انسان خدا کی پناہ میں آ جاتا ہے اور اس کے علاوہ بھی حضور اکرمؐ نے یہ نصیحت فرمائی ہوئی ہے کہ فوری طور پر اگر پانی میسر ہو تو ایک گلاس پانی کا پی لو پھر بیٹھ جایا کرو۔ اس عرصہ میں تمہیں سوچنے کا موقع مل جائے گا۔ اگر پھر بھی غصہ دُور نہ ہو تو لیٹ جایا کرو۔ چنانچہ اس طرح رفتہ رفتہ تمہارا غصہ یا غصے کا شیطان دور ہو جائے گا اور تم اپنی ہوش وحواس میں آ جاؤ گے۔

ادائیگیٔ قرض اور غربت کے ازالہ کے لئے ایک دعا حضرت یحیٰ بن سعید سے مؤطا امام مالکؒ میں

مروی ہے۔ حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دعا مانگا کرتے تھے کہ: اے اللہ! اے صبحوں کو اندھیروں میں پھاڑنے والے اور رات کو سکون کا باعث بنانے والے اور سورج اور چاند کو حساب کا ذریعہ بنانے والے میری طرف سے قرض چکا دے اور مجھے فقر سے غنی کر دے اور میری سماعت اور میری بصارت اور میری طاقتوں کو اپنے رستہ میں میرے لئے مفید بنا"۔

(مؤطا امام مالک کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء فی الدعاء)

فقر کے اندھیروں سے بھی ایک صبح پھوٹ سکتی ہے جو تونگری کی صبح ہو اور اسی پہلو سے وہ اندھیرے جو غربت کی وجہ سے قرضوں کی زیادتی کی وجہ سے انسان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہوں اس میں اللہ تعالیٰ کو یہ مخاطب کر کے کہا جائے تُو تو اندھیروں سے صبح کو پھاڑتا ہے تُو میرے اس اندھیرے کو صبح میں تبدیل فرما دے اور تُو رات کو سکون کا باعث بناتا ہے۔ میری راتیں تو اس غم سے اندھیری ہو جاتی ہیں اور چین اڑ جاتا ہے تو میری راتوں کو بھی سکون کا باعث بنا دے۔ اور سورج اور چاند کو حساب کا ذریعہ بناتا ہے تو میری طرف سے میرا حساب چکا دے اور مجھے فقر سے غنی کر دے اور میری سماعت اور میری بصارت اور میری طاقتوں کو اپنے راستہ میں میرے لئے مفید بنا۔

ایک روایت سنن نسائی سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ: "اے اللہ میں کفر اور غربت سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ (سنن نسائی کتاب الاستعاذۃ)

یہ دعا بھی ایسی ہے جو اس زمانہ میں تو بہت ہی ضروری ہے کیونکہ بسا اوقات فقر بھی کفر پر منتج ہو جاتا ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک اور موقع پر فرمایا كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَكُوْنَ كُفْرًا۔ کہ بعید نہیں کہ غربت کفر میں تبدیل ہو جائے۔ پس اس دور میں جو بڑے بڑے اشتراکی انقلاب آئے ہیں وہ اس بات کا نمونہ ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس پیشگوئی کے مطابق غربت، کفر میں تبدیل ہو گئی اور یہ سب لوگ خدا کے منکر ہو بیٹھے۔ پس آج کل کے زمانہ میں خصوصیت سے اس دعا کا اہتمام کرنا چاہئے۔

ایک ترمذی کتاب البیوع سے عروہ البارقی کی روایت لی گئی ہے۔ (حضرت عروہ البارقی پہ رضی اللہ نہیں لکھا ہوا لیکن یہ بھی صحابی تھے اور حضرت عروہ البارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا چاہئے) "بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے ایک دینار آپ کے لئے بکری خریدنے کے لئے دیا۔ میں نے دو بکریاں اس دینار سے خرید لیں۔ پھر ان میں سے ایک بکری ایک دینار کے بدلے فروخت کر دی اور اس طرح ایک بکری اور ایک دینار لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں یہ سارا واقعہ سنایا۔ راوی کہتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے اسے دعا دی کہ اللہ تیرے داہنے ہاتھ سے سودے میں برکت ڈالے"۔ تو جب کسی کی طرف سے سودا کیا جائے تو اس وقت بھی اس خیال سے کہ کسی کا سودا ہے بے احتیاطی نہیں کرنی چاہئے بلکہ کوشش کرنی چاہئے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ نفع حاصل ہو۔ تو آنحضرت ﷺ کی یہ دعا ہر اس شخص کے حق میں نازل ہو گی یا مقبول ہو گی جو دوسروں کے سودے ان نیکی کی خصلت کے ساتھ کرتا ہے۔

ایک روایت ترمذی کتاب الدعوات میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا ہو اور اس میں لغو اور بے کار باتوں کی کثرت ہو گئی ہو اور اس نے مجلس سے اٹھنے سے پہلے یہ دعا مانگی کہ: "اے میرے اللہ! تو پاک ہے اپنی تمام تعریفوں کے ساتھ۔ یہ گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتے ہوئے جھکتا ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کی اس مجلس میں سرزد ہونے والے قصور کو معاف کر دے گا"۔

اب یہ تو روزمرہ کا دستور ہے بسا اوقات لوگ گپوں میں مصروف ہوتے ہیں اور اس میں لغو باتیں بھی آجاتی ہیں تو ایسے موقع پر کچھ نہ کچھ اثر ان کے دل پر پڑتا ہے۔ ایک زنگ سا لگ جاتا ہے جسے دور کرنے کے لئے حضور اکرم ﷺ نے یہ دعا سکھائی۔ پس ایسی مجلسوں سے اٹھ کر آتے ہوئے یہ دعا ضرور مانگنی چاہئے کہ اے خدا تیرے سوا کوئی معبود نہیں تجھ سے میں بخشش طلب کرتا ہوں۔ تیری طرف توجہ کرتے ہوئے جھکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کے اس مجلس میں سرزد ہونے والے سارے قصور کو معاف فرما دیتا ہے۔

حضرت اُمِّ سَلَمَۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ترمذی میں یہ روایت درج ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعا کیا کرو کہ "اے اللہ! یہ تیری رات کی آمد اور دن کی روانگی کا وقت ہے"۔ وہ رات جو تو لے کر آتا ہے اس کا وقت آگیا ہے اور وہ دن جو تو لے کر آتا ہے ہم سے روانہ ہو رہا ہے تجھ سے دعا کرنے والوں کی آوازوں کے بلند ہونے کا اور تیرے منادوں کی آوازوں کے بلند ہونے کا وقت آگیا ہے"۔ مغرب کے وقت یہ دعائیں اللہ تعالیٰ کے حضور بلند ہوتی ہیں۔ اور اذانیں بلند ہو رہی ہوتی ہیں۔ خدا کی طرف بلانے والے اپنی آواز بلند کرتے ہیں۔ "تیری عبادت کا وقت آگیا ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں"۔

(سنن ترمذی کتاب الدعوات)

ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت درج ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے پھر یہ دعا کرتے: "اے اللہ! مجھے اس دن عذاب سے بچانا جب تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا یا جمع کرے گا"۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء باب مأیدعوبہ اذا اوی الی فراشہ)

تو صرف اس دعا کے وقت حضور اکرم ﷺ اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں کلہ کے نیچے نہیں رکھا کرتے تھے بلکہ آپؐ کے سونے کا طریق ہی یہی تھا کہ دائیں طرف لیٹتے تھے اور دایاں ہاتھ ہمیشہ اپنے مبارک کلہ کے نیچے رکھا کرتے تھے۔ تو اس سے اس دعا کی کیا ضرورت ہے فرمایا تو مجھے بھی اٹھائے گا ہر سونے والے کو تو ہی اٹھاتا ہے اور اپنے بندوں کو جمع کرے گا تو اس دن کے عذاب سے مجھے بچا لینا۔

ابن ماجہ باب ما یدعو بہ الرجل اِذَا اَصْبَح وَاِذَا اَمْسیٰ، کتاب الدُّعاء سے یہ روایت لی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے خادم ابوسلام سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کوئی مسلمان یا کوئی انسان یا کوئی بندہ ایسا نہیں جو یہ دعا صبح اور شام کرے رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا یعنی میں اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوں۔ تو اللہ پر حق بنتا ہے کہ وہ قیامت کے دن اس سے راضی ہو جائے۔

ایک روایت ابن ماجہ سے حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی سلیمان بن جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ صبح و شام یہ دعائیں کبھی نہ چھوڑا کرتے تھے۔ "اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عفو اور عافیت چاہتا ہوں۔ اے اللہ میں تجھ سے اپنے دینی اور دنیوی معاملات میں عفو اور عافیت کا طلبگار ہوں۔ اے اللہ! میرے عیوب ڈھانپ دے اور میرے اندیشوں کو امن میں بدل دے"۔ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا۔ "اور میری حفاظت فرما میرے آگے سے، پیچھے سے، میرے دائیں سے اور میرے بائیں سے اور میرے اوپر سے۔ اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ کہیں اچانک میرے نیچے سے مجھ پر کوئی مصیبت نہ آپڑے"۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء باب ما یدعو بہ الرجل اذا اصبح واذا امسی) دائیں بائیں آگے پیچھے اوپر سے حفاظت سے مراد تو اللہ تعالیٰ کی امان ہی ہے۔ ہر پہلو سے اللہ تعالیٰ کی امان ہو اور اللہ تعالیٰ کی امان رسول اللہ ﷺ کو حاصل تھی۔ مگر زمین سے مراد کیا ہے کہ زمین پھٹ جائے۔ مراد یہ ہے کہ وہ زمینی لوگ جب میرے خلاف اٹھ کھڑے ہوں تو مجھے ان سے بھی پناہ دے اور زمین کے پھٹنے سے کئی قسم کے زلزلے وغیرہ بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ اچانک زمین پھٹتی ہے اور دو نیم ہو جاتی ہے جس پر انسان کو کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ تو وہ گناہوں کی وجہ سے نہیں بلکہ ویسے ہی حادثات طبعی کے نتیجہ میں ہوتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ اس سے بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔

اب کھانا کھاتے وقت کی دعا۔ کتنی چیزیں ہیں جو ہمیں آگے اپنی نسلوں کو سکھانی ہیں اندازہ کریں۔ ہر چھوٹے سے چھوٹے ادب کو آنحضور ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں۔ یہ ترمذی ابواب الاطعمہ سے روایت لی گئی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا جب تم میں کوئی شخص کھانا کھانے لگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لے یعنی بِسْمِ اللّٰہ پڑھے اور اگر شروع میں بھول جائے تو یاد آنے پر بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ پڑھے۔

(سنن ترمذی۔ ابواب الاطعمۃ باب ما جاء فی التسمیۃ علی الطعام)

تو بسم اللہ کی عادت بھی بچپن ہی سے ڈالی جائے تو پڑتی ہے۔ ورنہ بڑے ہو کر بسا اوقات لوگ بسم اللہ پڑھنا بھول جاتے ہیں اور اگر کھاتے وقت یاد آجائے تو پھر یہ ضرور پڑھنا چاہئے بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ۔ اے اللہ تیرے نام کے ساتھ میں کھانا کھاتا ہوں۔ اس سے پہلے بھی جب کھانا شروع کیا تھا تیرے ہی نام سے کھانا کھایا تھا اور کھانا ختم ہونے پر بھی تیرا ہی بابرکت نام لیتا ہوں۔

صحیح مسلم کتاب الاشربہ میں وَهَب بِن كَيْسَان بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں آنحضرت ﷺ کی گود میں تھا۔ میرا ہاتھ پلیٹ میں اِدھر اُدھر جاتا تھا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا: بچے اللہ کا نام لو (بسم اللہ پڑھو) اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اور اپنے سامنے سے کھاؤ (ہر طرف ہاتھ نہ دوڑاتے پھرو)۔

ترمذی کتاب الدعوات سے ایک یہ روایت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب کچھ کھانے یا پینے لگتے تو یہ دعا مانگتے: "تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا"۔

کھانا کھانے کے بعد حضور اکرم ﷺ یہ دعا بھی کیا کرتے تھے جو ابی اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کا دسترخوان اٹھالیا جاتا تو آپ یہ دعا کرتے: "تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں

بہت زیادہ تعریفیں، ایسی تعریف جو پاکیزہ ہو اور اس میں برکت ہی برکت ہو۔ اے ہمارے رب ایسی برکت جو کافی نہ جانی جائے اور جس سے مستغنی بھی نہ ہوا جاسکے"۔(مسند احمد بن حنبل مسند باقی الانصار)

ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسند احمد بن حنبل میں یوں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ کھانا کھلائے اسے چاہئے کہ وہ یہ دعا کرے: "اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے اس کھانے میں برکت ڈال اور اس کا بہتر حصہ ہمیں کھلا"۔ اور جسے اللہ تعالیٰ دودھ پلائے اسے چاہئے کہ وہ یہ دعا کرے اے اللہ! اس دودھ میں ہمارے لئے برکت رکھ دے اور ہمیں اور دودھ عطا کر کیونکہ دودھ کے سوا کوئی ایسی چیز نہیں جو خوراک اور مشروب کے طور پر کافی ہو"۔(مسند احمد بن حنبل جلد۱ صفحہ ۲۲۵ مطبوعہ بیروت) اب یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا اس زمانہ میں سائنس دان بھی اقرار کرنے پر مجبور ہیں۔ اس زمانہ کا انسان بھی یہ جانتا تھا کہ بچے دودھ پر ہی پلتے ہیں اور ان کی ہر ضرورت دودھ سے پوری ہوتی ہے۔ پیاس کی ضرورت بھی دودھ سے پوری ہوتی ہے۔ غذا کی ضرورت بھی دودھ سے پوری ہوتی ہے۔ ان کے جسم کے تمام اعضاء دودھ سے بنتے ہیں۔ دماغ بھی بن رہا ہوتا ہے، جگر بھی بن رہا ہوتا ہے، گردے بھی بن رہے ہوتے ہیں، دانت بھی بن رہے ہوتے ہیں۔ انسان حیران رہ جاتا ہے کہ دودھ میں کیا کیا صفات خدا تعالیٰ نے رکھ دی ہیں اس سے یہ ساری چیزیں تخلیق میں آتی ہیں۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دودھ کو بہترین غذا قرار دیا کرتے تھے اور دودھ بھی دراصل ماں کے دودھ سے بڑھ کر اور کوئی نہیں۔ یعنی عورت کے دودھ سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی غذا نہیں ہے۔ اب مصنوعی دودھ بنانے والے یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ جس نے ماں کا دودھ نہیں پیا یا عورت کا دودھ نہیں پیا اس کے اندر کوئی نہ کوئی دفاعی مادہ کمزور ہو چکا ہوتا ہے اور بہت سی دفاعی صلاحیتیں ہیں جن سے وہ محروم رہ جاتا ہے۔

ایک روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترمذی سے لی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دعا کی کہ: "اے اللہ آل محمدؐ کے لئے اتنا رزق مقدر کردے جو ان میں زندگی کی رمق باقی رکھنے کے لئے ضروری ہو"۔(سنن ترمذی کتاب المناقب)۔ یعنی آل محمدؐ بھوکی نہ رہے اور آل محمدؐ میں بہت سے لوگ ہیں جو اس وقت حقیقی آل رسول اللہ ﷺ کی ان معنوں میں ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی امت کے وجود ہیں اور سچے دل سے حضور اکرم پر ایمان لاتے ہیں تو ان کے لئے بھی یہ دعا کرنی چاہئے کہ اے اللہ! آلِ محمدؐ کو اتنا رزق ضرور دے کہ وہ بھوکے نہ مریں ان میں زندگی کی رمق باقی رہے۔

ایک روایت ترمذی کتاب البر والصلہ سے لی گئی ہے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: "جس پر کوئی احسان کیا گیا ہو اور وہ احسان کرنے والے کو کہے جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا کہ اللہ تجھے بہترین جزا دے۔ اس نے شکریہ ادا کرنے کی انتہا کردی" یعنی اپنی طرف سے بے چارہ کیا جزا دے سکتا تھا اگر اس کے دل سے یہ دعا اٹھی ہو تو اس احسان کرنے والے کو اتنی جزا دے سکتا ہے کہ گویا جزا کی انتہا ہو گئی۔

تسبیح، تکبیر اور تحمید کی برکات کے ذکر میں ایک روایت مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ سے لی گئی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کچھ غریب مہاجر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مال والے بہت ثواب لے گئے اور قائم رہنے والی نعمتوں کے مالک بن بیٹھے۔ آپ نے فرمایا وہ کیسے؟ انہوں نے عرض کیا وہ اسی طرح نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں، اسی طرح روزے رکھتے ہیں جس طرح ہم رکھتے ہیں لیکن اس کے ساتھ وہ خدا کی راہ میں خرچ بھی تو کرتے ہیں اور ہم نہیں کر سکتے۔ وہ رضائے الٰہی کی خاطر غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم نہیں کر سکتے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں ایسی بات نہ سکھاؤں جس کی وجہ سے تم ان لوگوں کے برابر ہو جاؤ اور ان لوگوں سے بڑھ جاؤ جو تم سے بعد میں آئیں گے۔ (یعنی اس بات کی برکت سے تم سے کوئی بھی آگے نہ بڑھ سکے گا۔) سوائے اس کے کہ وہ بھی ایسا ہی کرنے لگے جائیں جیسا تم کرو"۔ ان مہاجرین نے عرض کی یا رسول اللہ! ایسی بات ضرور بتایئے۔ آپؐ نے فرمایا: "ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُلِلّٰهِ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھا کرو"۔ ایک روایت میں ۳۳، ۳۳ بار پڑھ کر اللہ اکبر کو ۳۴ بار پڑھنے کا بھی حکم ہے تو گویا پورا سو ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہ صحابہ مطمئن ہو کر چلے گئے اور معلوم ہوتا ہے انہوں نے اپنی طرف سے مخفی طور پر یہ ورد جاری رکھا تاکہ امیروں کو پتہ نہ چل جائے۔ ان کو بھی بھنک پڑ گئی۔ وہ پھر آنحضور ﷺ کی خدمت میں شکایت لے کر حاضر ہوئے کہ اب تو ہمارے دولتمند بھائیوں کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی ہے اور وہ بھی یہی ورد کرنے لگے ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ (میں اس فضل کو کیسے روک سکتا ہوں)۔

ایک روایت سنن ابن ماجہ کتاب الادب میں حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ وہ صبح کی یا صبح کے بعد کی نماز پڑھ کے فارغ ہوئی تھیں تو حضور ﷺ ان کے پاس سے گزرے جب کہ آپ ذکر الٰہی کر رہی تھیں۔ تو پھر حضور جب واپس آئے یعنی کافی دیر کے بعد جب سورج بلند ہو چکا تھا۔ تو وہ کہتی ہیں یا نصف النہار کے قریب پہنچ چکا تھا اس وقت بھی آپ اسی طرح ذکر الٰہی کر رہی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جب سے میں تمہارے پاس سے گیا ہوں تو میں نے چار کلمات تین بار پڑھے اور وہ جو کچھ تم نے پڑھا ہے اس سے زیادہ وزنی ہیں۔ تم اتنی دیر عبادت کرتی رہی ہو اور میں نے چار کلمات پڑھے لیکن ان کا وزن تمہاری اس ساری تسبیح و تحمید سے زیادہ ہے۔ میں نے یہ پڑھا کہ پاک ہے اللہ اس قدر جس قدر اس کی مخلوق ہے یعنی بے انتہا۔ اللہ پاک ہے اس قدر جس قدر اس کی ذات اس بات کو پسند کرتی ہے کہ اللہ پاک ہو۔ اس کی ذات کا اپنے لئے پاکی پسند کرنے کا تو کوئی آخری مقام نہیں، لا انتہاء ہے۔ پھر فرمایا اللہ پاک ہے اس قدر جس قدر اس کے عرش کا وزن ہے۔

اب عرش کا وزن سے مراد لوگ ظاہری طور پر یہ لے لیتے ہیں کہ نعوذ باللہ من ذلک کوئی عرش ہے بڑا بھاری اس کو فرشتوں نے کندھوں پر اٹھایا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ اس پر بیٹھا ہوا ہے حالانکہ ساری زمین و آسمان کو تو اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہوا ہے۔ ایک لحہ کے لئے بھی خدا کا فضل اگر اٹھ جائے تو ہر چیز اپنے وجود سے گر کر تباہ ہو جائے کالعدم ہو جائے۔ تو اس کا پھر کیا مطلب ہے کہ جس قدر اس کے عرش کا وزن ہے۔ تو یہاں عرش سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دل ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہی مراد ہے کیونکہ آپ کا دل ہی عرش الٰہی تھا اور اس عرش کا وزن اتنا تھا کہ ساری دنیا کے قلوب مل کر بھی اس وزن کی برابری نہیں کر سکتے تھے۔ "اللہ پاک ہے اس قدر جس قدر اس کے کلمات کی سیاہی ہے" یعنی سمندر بھی سیاہی بن جائیں تو اللہ تعالیٰ کے کلمات ختم نہیں ہو سکتے، وہ اتنا پاک ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا تو میں نے یہ چار دعائیں مانگی تھیں اور اے ذکر الٰہی میں مصروف خاتون! میری یہ چار دعائیں تیرے سارے ذکر سے آگے بڑھ گئیں۔

ایک روایت سنن الترمذی سے ابواب الدعاء سے لی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن یزید بن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تسبیح میزان کا نصف ہے اور الحمد اسے بھر دیتی ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔ تسبیح نصف ہے اور حمد اسے بھر دیتی ہے۔ تو اپنے دل سے غیر اللہ کو باہر نکال دینا یہ تسبیح ہے۔ ہر غیر اللہ کے تصور کو، ہر خیال کو جو خدا سے دور کرنے والا ہو اپنے دل سے نکال دینا۔ اب اس خالی کو جو چیز بھرتی ہے وہ پھر حمد ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ تو اللہ اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے۔ یہ نہیں کہ محض پاک ہے اور خلا ہے اس میں۔ وہ حمد سے بھرا ہوا ہے۔ تو فرمایا: تسبیح میزان کا (یعنی وہ پیمانہ جس میں کسی چیز کو تولا جاتا ہے) اس کا نصف ہے اور حمد اسے بھر دیتی ہے۔ "اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (کا ثواب) یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہنچنے تک انسان کو کوئی حجاب حائل نہ ہو گا"۔ تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں یہ دونوں باتیں آجاتی ہیں۔ کوئی معبود نہیں یہ دل کو خالی کرنے والی بات ہے اور اللہ کے ذکر سے وہ دل بھر جاتا ہے۔ پس جو یہ دعائیں کرے گا اسے اللہ سے ملنے میں کوئی روک نہیں سکے گا۔ وہ لازماً اپنے رب سے جا ملے گا۔

ان دعاؤں کے ذکر کے بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ارشاد آپ کے سامنے رکھتا ہوں:

"دعا اور اس کی قبولیت کے زمانہ کے درمیانی اوقات میں بسا اوقات ابتلاء پر ابتلاء آتے ہیں اور ایسے ایسے ابتلاء بھی آجاتے ہیں جو کمر توڑ دیتے ہیں۔ مگر مستقل مزاج، سعید الفطرت ان ابتلاؤں اور مشکلات میں بھی اپنے رب کی عنایتوں کی خوشبو سونگھتا ہے اور فراست کی نظر سے دیکھتا ہے کہ اس کے بعد نصرت آتی ہے۔ ان ابتلاؤں کے آنے میں ایک سرّ یہ بھی ہوتا ہے کہ دعا کے لئے جوش بڑھتا ہے کیونکہ جس جس قدر اضطرار اور اضطراب بڑھتا جاوے گا اسی قدر روح میں گدازش ہوتی جائے گی اور یہ دعا کی قبولیت کے اسباب میں سے ہیں۔ پس کبھی گھبرانا نہیں چاہئے اور بے صبری اور بے قراری سے اپنے اللہ پر بدظن نہیں ہونا چاہئے۔ یہ کبھی بھی خیال کرنا نہ چاہئے کہ میری دعا قبول نہ ہو گی یا نہیں ہوتی۔ ایسا وہم اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے انکار ہو جاتا ہے کہ وہ دعائیں قبول فرمانے والا ہے"۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۲۴، ۲۲۵)